VOLUME 17, ISSUE 2
DECEMBER 2021

Gendering the alphabet *- An enquiry into the linguistic tendencies of Urdu and the aesthetics of its script by Ammara Jabbar, multidisciplinary visual artist and writer based in Karachi, Pakistan: 'Alif' (ا) and 'choti yeh' (ی) are the general denominators of masculinity and femininity in Urdu and other local languages. In the written script, 'alif' stands tall and unchanging while 'choti yeh's' curved, vessel-like shape changes its form depending on its placement within a word.*

بایو ایتھکس کی بولی

فرید بن مسعود
پارٹ ٹائم فیکلٹی، سی بیک، ایس آئی یو ٹی

گزشتہ سال غربت کے بارے میں فلسفے کا ایک کورس پڑھاتے ہوئے میں نے اپنے طلبہ سے کہا کہ وہ اردو کے ایسے الفاظ کی ایک فہرست بنائیں جنہیں وہ "غریب" کے مترادفات کے طور پر استعمال کرتے ہوں۔ طلبہ کی ان فہرستوں کو یکجا کرتے ہوئے ہم نے 28 الفاظ جمع کیے۔ ایرانی ماہر معاشیات اور غربت کے موضوع کے ماہر ماجد راہنما نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ ازمنہ وسطی کی لاطینی زبان میں غریب کے لیے 40 کے قریب الفاظ پائے جاتے تھے اور فارسی میں 30 سے زیادہ الفاظ ہیں جب کہ زیادہ تر افریقی زبانوں میں ایسے محض 3 سے 5 الفاظ ہیں۔ یہ فرق ممکنہ طور پر مختلف زمان و مکان میں "غربت" کے بارے میں پائے جانے والے مختلف تصورات پر روشنی ڈالتا ہے۔

لوگ جس طرح دنیا کو دیکھتے اور تصور کرتے ہیں وہ ان کی زبان سے متاثر ہوتا ہے۔ اسی طرح زبان کی تشکیل بھی ان مقامی حالات سے ہوتی ہے جن میں لوگ رہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ یہ ان کے معاشروں کے نظریہ کائنات اور زندگی کے روزمرہ کے تجربات کی عکاسی کرتی ہے۔ مثلاً ایسکیمو زبانوں میں برف کے لیے تقریباً پچاس الفاظ ہیں جبکہ انگریزی میں اس سے نسبتاً کچھ کم اور اردو میں فقط دو تین الفاظ ہیں۔ زبان محض مادی یا جغرافیائی حالات سے متاثر نہیں ہوتی بلکہ سماجی اور ثقافتی پس منظر سے بھی گہرا تعلق رکھتی ہے۔ زبان کی اس تفہیم کی بنیاد پر ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کسی تحریر کا مکمل طور پر ایک زبان سے دوسری زبان میں صرف ترجمہ کرنا ہی مشکل نہیں ہوتا بلکہ کسی زبان کے بعض فقروں کے مکمل معانی کو کسی دوسری زبان میں پوری طرح منتقل کرنا بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔ مزید براں ایک خاص زمان و مکان میں پیدا ہونے والی کوئی اصطلاح یا تصور اس زمان و مکان کی خاص سماجی اور ثقافتی خصوصیات سے منتھی ہوتا ہے۔ عالمگیر بایو ایتھکس کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے یہ گذارشات اہمیت کی حامل ہیں۔

1984 میں طبی عمرانیات کی ماہر رینے فاکس نے ایک مضمون "Medical morality is not bioethics" میں لکھا تھا کہ بایو ایتھکس کو ثقافت یا تہذیب سے غیر متعلق یا ماوراء اکائی کے طور پر دیکھنا ایک متعصبانہ مغالطہ ہے۔ انہوں نے لکھا کہ جسے آج بایو ایتھکس کہا جاتا ہے وہ ایک "مغربی اور امریکی" ثقافتی پیداوار ہے نہ کہ ایک "غیر جانبدار اور عالمگیر اصطلاح"۔ پاکستان میں بایو ایتھکس کو "مقامیانے" کی کوششوں کے حوالے سے لکھتے ہوئے فرحت معظم اور عامر جعفری نے اپنے مضمون میں اس بات کی نشادہی کی ہے کہ اگرچہ طبی اخلاقیات ایک عالمگیر مسئلہ ہے لیکن "بایو ایتھیکس" کی گلوبالائزڈ شکل اپنی طریق اور تصورات دونوں میں "سیکولر، اینگلو امریکی فلسفے کی روایت" سے ماخوذ ہے۔ اگرچہ بایو ایتھکس اب ایک عالمگیر اہمیت حاصل کر چکی ہے، موجودہ بایو ایتھکس کی ترویج کی کوششوں میں دیگر معاشروں کی سماجی حقیقتوں (یعنی ان کے اپنے عقائد، اقدار اور روایات) کو اکثر نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔

پاکستان میں بایو ایتھکس کے فروغ میں حائل مسائل میں سے ایک وہ زبان ہے جس میں اس کی تعلیم و ترویج ہوتی ہے۔ پاکستانی میں مختلف مقامی زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن عموماً سب سے زیادہ بولی اور سمجھے جانے والی زبان اردو ہے۔ اگرچہ پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے لیے اکثر انگریزی زبان استعمال کی جاتی ہے جو پاکستان کی دو سرکاری زبانوں میں سے ایک ہے لیکن پاکستانیوں کی ایک بہت چھوٹی سی اقلیت ہی باقاعدہ انگریزی میں بات چیت کرنے کے قابل ہے۔ بہت سے مضامین خاص کر سائنسی مضامین انگریزی زبان میں پڑھانا نسبتاً آسان ہے کیونکہ ان کی تعلیم محض معلومات کی منتقلی یا کسی ہنر کے سکھانے پر مشتمل ہوتی ہے۔ البتہ بایو ایتھکس کی تعلیم صرف معلومات کی فراہمی تک محدود نہیں بلکہ اس میں گفتگو، بحث و مباحثہ اور استدلال بھی شامل ہوتا ہے۔

سی بیک (CBEC) کے ایسوسی ایٹ فیکلٹی ممبر علی لین والا سمجھتے ہیں کہ لوگوں کے لیے ایسی زبان میں اپنے خیالات کا اظہار بہت مشکل ہوتا ہے جو ان کی روزمرہ کی گفتگو میں استعمال نہ ہوتی ہو۔ انہوں نے ہم سے اپنے تعلیمی سیشنز کے دوران ملی جلی اردو اور انگریزی زبان استعمال کرنے کا ذکر کیا جس سے طلبہ کے لیے مباحثے میں حصہ لینا بہت آسان ہو گیا اور ساتھ ساتھ اس نے خود ان کے تدریسی تجربے کو یکسر تبدیل کر دیا ہے۔

سی بیک کی ایک اور ایسوسی ایٹ فیکلٹی ممبر ندا واحد بشیر کا موضوع طبی معاملات میں ہونے

والی غلطیاں اور غفلت ہے جس کی تدریس میں جذبات کا بہت دخل ہوتا ہے۔ ندا کے مطابق نرسوں اور دیگر پیرامیڈیکل اسٹاف کے لیے دل کی بھڑاس نکالنا، شکایت کرنا، یا جذبات کا اظہار کرنا اردو میں زیادہ آسان ہوتا ہے۔ بہرحال بایواتھکس کی تعلیم کے لیے کتابیں، مضامین اور دیگر تعلیمی مواد انگریزی زبان میں ہی ہے۔

یہ ہمیں بایواتھکس کی تعلیم میں حائل ایک اور مسئلے کی طرف لے جاتا ہے۔ اگر ثقافت اور لسانیات کے تناظر سے دیکھا جائے تو بایواتھکس کے کئی تصورات پاکستان کی سماجی حقیقتوں سے مناسبت نہیں رکھتے۔ کراچی کے دو ہسپتالوں کی انتظار گاہوں میں کیے گئے ایک سروے میں فرحت معظم نے لوگوں سے ”ایتھیکل“ ڈاکٹر اور ”اچھے“ ڈاکٹر کی خصوصیات بیان کرنے کا کہا۔ لوگوں کی آسانی کی لیے انہوں نے ایتھیکل کے بجائے ”با اخلاق“ ڈاکٹر کا لفظ استعمال کیا۔ انگریزی لفظ ایتھیکل کی جگہ اردو لفظ با اخلاق استعمال کرنے کے نتائج بہت حیران کن اور مغربی دنیا میں اس طرح کے مشاہدات سے یکسر مختلف نکلے۔ ان کے جوابات عموماً کلاسیکی اوصافی اخلاقیات (virtue ethics) سے مناسبت رکھتے تھے اور نتیجتاً با اخلاق ڈاکٹر ایک رحمدل اور پدرانہ شفقت رکھنے والے شخص کے طور پر سامنے آیا جو مریضوں کا گھر والوں کی طرح خیال رکھتا ہو۔ ان کے جوابات میں مریض کی باخبر رضامندی (informed consent) کا کوئی تذکرہ نہیں تھا۔ مزید یہ کہ لوگوں کے لیے بااخلاق ڈاکٹر اور اچھے ڈاکٹر میں کوئی فرق نہیں تھا، محض دو لوگوں نے پیشہ ورانہ مہارت کو اچھے ڈاکٹر کی خاصیت کے طور پر ذکر کیا۔

اسی طرح کی ایک مثال ایک ایسے اجتماعی معاشرے میں جہاں لوگوں کی زندگیاں آپس میں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی اور ایک دوسرے پر منحصر ہوں وہاں کے طلبہ کو rights کے تصور کی تعلیم دینا ہے۔ لفظ rights کا اردو میں ترجمہ حق یا حقوق کے طور پر کیا جاسکتا ہے لیکن rights کے برعکس کوئی حق مجرد نہیں ہوتا بلکہ ہر حق کسی شخص کی معاشرتی زمہ داری سے جڑا ہوا ہوتا ہے مثلاً بچوں کے حقوق کو اصلاً والدین کی معاشرتی زمہ داریوں کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ زبان اور معانی کی ان پیچیدگیوں کے درمیان ہو سکتا ہے کہ بایواتھکس کے بنیادی تصورات (autonomy, consent, privacy) وغیرہ ایک طرف بہت بھاری بھرکم اصطلاحات ہوں لیکن بہت سے لوگوں کے لیے یہ محض ناقابلِ فہم الفاظ ہوں۔

ملک میں بایواتھکس کے فروغ کے لیے ضروری ہے کہ اس کی تدریس مقامی زبان میں کی جائے اور تعلیمی مواد کو بھی اسی زبان میں تیار کیا جائے۔ اس سے بھی زیادہ اہم کام یہ ہے کہ بایواتھکس مقامی ثقافت میں جڑیں پکڑے اور ان سماجی اور تاریخی عوامل سے مناسبت اختیار کرے جنہوں نے مقامی زبان اور مقامی اخلاقیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

Abstract

Our perceptions of the world are influenced by languages we speak which are reciprocally shaped by our context and lived realities. Thus, it is not only difficult to translate a text completely from one language to another, it becomes hard to convey the complete essence of some expressions in another language as some culturally and socially determined understandings of words are not easy to translate. Furthermore, concepts and notions that originate in a specific time and space are imbued with the cultural and social context of that time and space. This is of particular importance when discussing the dissemination and education of bioethics on a global scale. Various notions held as universal principles in bioethics may not be taught easily through literal translation into languages that have evolved in different cultural contexts. The importance of incorporating local language and culture into bioethics teaching in Pakistan is discussed in this essay, using the experiences of the CBEC faculty as examples.

Full English version of the article is available at:
siut.org/bioethics/cbec-newsletter-bioethics-links/

The Wheel of Fortune, 2014 series Dewar Kahani by Rabbania Shirjeel, photographer based in Lahore, Pakistan